وَاذْكُرْ رَّبَّكَ فِيْ نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَّخِيْفَةً وَّدُوْنَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ وَلَا تَكُنْ مِّنَ الْغٰفِلِيْنَ

كُنْتُ كَنْزًا مَخْفِيًّا فَاَحْبَبْتُ اَنْ اُعْرَفَ فَخَلَقْتُ اٰدَمَ

اللّٰہُ

كُلُّ مَا فِي الْكَوْنِ وَهْمٌ اَوْ خَيَالٌ — اَوْ عُكُوْسٌ فِيْ مَرَايَا اَوْ ظِلَالٌ

سنو آتی ہے ہر طرف سے صدا — کہ باطل ہے ہر چیز حق کے سوا

# خزینۂ معرفت

مطرب

المسمّٰی بہ

## تذکرہ عاشقِ ربّانی شیرِ یزدانی رحمۃ اللہ


مؤلفہ

صوفی محمد ابراہیم قصوری



پروگریسو بکس

۴۰-بی اردو بازار ○ لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیہم ولا ہم یحزنون

محمد نا و وفینا علی حبیبہ الکریم

نحمدہ ونصلی علی حبیبہ الکریم

# خزینہ معرفت

المسمٰی بہ

## تذکرہ عاشق ربانی شیر یزدانی رحمۃ اللہ علیہ

ہر زبردست اسکی سطوت کے مقابل زیر ہے

یہ کوئی شاید محمد ﷺ کا بہادر شیر ہے

سوانح حیات پاکیزہ حالات قدوۃ الواصلین شمس العاشقین عارف اکمل عالم باعمل مجسمہ ہدایت چشمہ ولایت غوث ربانی جنید زمانی شیر یزدانی محی الملت والدین حضرت مولینا مولوی قبلہ وکعبہ میاں شیر محمد صاحب نقشبندی مجددی شرقپوری اعلی اللہ مقامہ قدس سرہ العزیز

مؤلفہ

عالم لدنی واقف حقیقت ماہر طریقت یار غار حضرت مولینا و مرشدنا قبلہ میاں صاحب شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ المعروف بہ حضرت مولینا صوفی محمد ابراہیم صاحب قصوری نقشبندی مدظلہ العالی سلمہ اللہ تعالیٰ

مرتبہ

حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددی

سجادہ نشین آستانہ عالیہ شرقپور شریف ضلع شیخوپورہ

ربیع الاول ۱۳۵۰ھ

120 روپے

چند مرتبہ کمال محبت سے پڑھ کر درود شریف شروع کیا کرو۔ اس سے درود شریف پڑھنے میں جمعیت زیادہ ہوگی۔ اور اگر اس وقت کوئی نعت یاد آجاوے۔ تو کمال محبت سے پڑھ لیا کرو۔

## طریقت تبلیغ

اگر کوئی شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا۔ تو آپ پوچھتے۔ کیوں آئے ہو۔ تیرا کیا مطلب ہے۔ اگر وہ کہتا۔ کہ فقط زیارت کے واسطے حاضر ہوا ہوں۔ تو آپ فرماتے۔ کہ ہمارے پاس کوئی زیارت نہیں۔ تو کیوں آیا ہے۔ اگر وہ کہتا۔ مجھے اللہ اللہ کا شوق ہے۔ آپ مجھے اللہ اللہ کرنا بتائیں۔ تو آپ قرآن شریف سامنے رکھ کر ذکر کے متعلق آیات سناتے۔ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيرًا وَّسَبِّحُوهُ بُكْرَةً وَّاَصِيلًا ○ فَاِذَا قَضَيْتُمُ الصَّلٰوةَ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قِيَامًا وَّقُعُودًا وَّعَلٰى جُنُوبِكُمْ الخ وغیرہ وغیرہ آیات دکھا کر۔ اور اُن کا ترجمہ سمجھا کر فرمایا کرتے۔ کہ زبان تالُو سے لگا اور دِل کی طرف دھیان کر کے ہُو کی ضرب دِل پر لگایا کرو۔ چلتے پھرتے۔ اُٹھتے۔ بیٹھتے جاگتے ہوئے ہر وقت ذکر کیا کرو۔

اور اگر کوئی زیادہ عالی حوصلہ ہوتا۔ تو اُس کو فرماتے۔ کہ ذکر کرتے وقت ایسا خیال کیا کرو۔ کہ میں اللہ کریم کے ساتھ بیٹھا ہوا ہوں۔ اور شعر بھی فرماتے ؎

یقین بدان کہ تو باحق نشستہ شب و روز — چو ہمنشیں تو باشد خیالِ نامِ خدا!
وصالِ حق طلبی ہمنشیں نامش باش — ببیں وصالِ خدا را بیاد نامِ خدا

جب اس سے بھی زیادہ شوق ہو جاوے۔ اور ذکر کا غلبہ ہو جائے تو ؎

چو اول شب آہنگ خواب آوردم — بر تسبیح نامت شتاب آوردم
و اگر نیم شب سر بر آرم ز خواب — ترا خوانم و ریزم از دیدہ آب

کا دھیان کرو۔

حافظ غلام حیدر صاحب (امام مسجد حوضوالی قصور) کا بیان ہے۔ کہ میں ایک دفعہ شرقپور شریف آپ کی خدمت میں حاضر تھا۔ کہ ایک شخص کو وجد ہو گیا۔ آپ نے دیکھ کر فرمایا۔ کیا تم وجد کرتے ہو۔ میرے سر پر بھی کبھی شیطان چڑھ چڑھ کرنا چاہتا تھا۔ اور ناراض ہو کر فرمایا۔ زِنا سے تم بچتے نہیں۔ ہم وجد کو کیا کریں گے۔

## ایک مجذوب کے بارے حضرت میاں صاحب علیہ الرحمۃ کی رائے

ایک دفعہ کا ذکر ہے۔ کہ بندہ سید جماعت علی شاہ صاحب کی والدہ صاحبہ کے فاتحہ پر گیا۔ واپسی میں سیالکوٹ کے قریب ایک بستی کاکے والی میں سائیں کرم الٰہی صاحب کے پاس گیا۔ اور بندہ کے ہمراہ میاں نبی بخش صاحب سدانہ بھی تھا۔ جب وہ بھی اُن سے ملا۔ تو فرمایا۔ کہ وہ چارپائی تم بچھالو۔ اور دوسری چارپائی ہمیں بچھا دو۔ سائیں صاحب عمر میں بہت ضعیف تھے۔ جب اُن سے

گفتگو شروع ہوئی۔ تو انہوں نے پوچھا۔ کہ تم کہاں گئے تھے۔ نبی بخش نے کہا۔ کہ ہمارے پیر صاحب کی والدہ صاحبہ کا انتقال ہو گیا تھا۔ اُن کے فاتحہ کے لیے گئے تھے۔ یہ سنتے ہی سخت گھبرائے۔ اور زبان سے بُرا بھلا کہنے لگے۔ بندہ کو فرمایا۔ کہ تم جانتے ہو۔ کہ یہ روزی کہاں سے کھاتے ہیں۔ بندہ نے جواب دیا خدا سے۔ اُنہوں نے کہا۔ نہیں شیطان سے۔ دوران گفتگو میں بہت ہی گھبرا رہے۔ حتیٰ کہ کانپنے لگے۔ اور کہا۔ میرے سر پر خناس بیٹھا ہوا ہے۔ اور بندہ کیطرف مخاطب ہو کر کہا۔ کہ تم ان پیروں کے پاس کیوں جاتے ہو" بندہ کو اُن کی ایسی باتوں سے غصہ آگیا۔ میری یہ حالت دیکھ کر انہوں نے اپنے ہاتھوں کی انگلیوں کو خوب مروڑا۔ اور بندہ کو کہا۔ دیکھ پچھلی رات کی نفلیں چھوڑا دونگا۔ اور پھر اُنہوں نے اپنے ہاتھوں کو مروڑ دیئے"۔ بندہ کی انگلیوں میں کچھ جلن سی پیدا ہو گئی۔ جیسے کہ چیونٹیاں ہاتھ کو چمٹ جاتی ہیں۔ بندہ نے اُن کو کہا۔ کہ آپ کے پاس آنے سے اچھا فائدہ ہوا ہے۔ آپ پیروں اور بزرگوں کو تو گالیاں دیتے ہیں۔ ہم کدھر جائیں۔ جواب میں فرمایا۔ کہ کبوتروں والی مسجد میں جا کر وہابی بن جاؤ۔ بندہ نے کہا۔ تمہارے نزدیک وہابی اچھے ہیں۔ جواب میں وہابیوں کو بہت سی گالیاں دیں۔ پھر بندہ کو مخاطب کر کے کہا۔ کہ تم اُس حالت میں کیوں کھڑے نہیں رہتے" بندہ پر ایک کیفیت طاری ہوا کرتی تھی۔ اس کیطرف اشارہ انہوں نے کیا تھا" کہ اُسپر استقامت کیوں نہیں کرتے" پھر بندہ کیطرف مخاطب ہو کر فرمایا۔ جاؤ تم اپنے سے جا کر میری حالت پوچھو۔ جب بندہ واپس آیا۔ تو شرقپور شریف حضرت میاں صاحب علیہ الرحمۃ کی خدمت میں تمام ذکر کیا۔ آپ نے ارشاد فرمایا۔ کہ وہ شخص توحید میں جلا ہوا ہے۔ دیگر ایک روز فرمایا میں اٹاری جا رہا تھا کہ راستے میں آندھی آئی۔ اور ساتھ ہی بارش اور اولے پڑنے شروع ہو گئے۔ درخت گرنے لگے۔ مجھے خیال آیا کہ سڑک سے ایک طرف ہو جاؤں۔ الہام ہوا۔ کہ سڑک پر ہی چلو" میں سڑک پر چلنے لگا۔ اولے میرے پاس گذر گذر جاتے۔ اور درخت بھی مجھ پر کوئی نہ گرا۔ جب اٹاری پہنچا۔ تو لوگوں نے تعجب کیا جب واپس آئے۔ تو سڑک پر درخت بے شمار گرے پڑے تھے۔

## شرعی و الہامی امور کے نظائر

یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے۔ خداوند کریم نے قرآن شریف میں ارشاد فرمایا ہے۔ وَلَا تُلْقُوا بِأَيْدِيكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ یعنی دیدہ و دانستہ اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو۔

اور حضرت میاں صاحب علیہ الرحمۃ کو الہام ہوتا ہے۔ کہ "سڑک پر ہی چلو"

بندہ اس کی تشریح کر دیتا ہے۔ بسا اوقات شرعی و الہامی امور بظاہر الگ الگ نظر آتے ہیں۔ وحی الہامی کا معاملہ بڑا باریک ہے۔ اس کی ایک دو نظیر نہیں۔ بلکہ ہزاروں نظائر موجود ہیں۔ بعض وقت ملہم کو الہام کی رو سے ایسے احکام بتائے جاتے ہیں۔ کہ بظاہر شریعت کی رو سے ان کی بجا آوری درست نہیں ہوتی۔ مگر ملہم کے لیے فرض ہوتا۔ کہ ان کی بجا آوری میں ہمہ تن مصروف رہے۔ ورنہ گنہگار ہوگا حالانکہ شریعت ایسے گنہگار نہیں ٹھہراتی

یہ تمام باتیں مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا کے تحت میں ہوتی ہیں۔ ایک جلد باز شخص بلاشبہ اسے خلاف شریعت قرار دے گا مگر یہ اس کی جلد بازی ہوگی۔ کہ ان باتوں کو خلاف شریعت سمجھے۔ دراصل اہل باطن کے لئے بھی ایک شریعت ہوتی ہے جس کی بجاآوری اُن پر فرض ہوتی ہے۔ ابتدائے دنیا سے یہ باتیں دوش بدوش چلی آتی ہیں۔ یعنی شریعت ظاہری وہ ہے۔ کہ جس میں امور دنیا کا پورا پورا انصرام و اہتمام کیا گیا ہے۔ تاکہ اس کے انتظام میں بلحاظ ظاہر کے کوئی بات خلاف طریق ظاہر نہ ہو۔ شریعت باطنی وہ ہے۔ کہ بعض امور ظاہری جو بادی النظر میں کامل طور پر ظہور پذیر نہیں ہو سکتے۔ الہام و کشوف سے ظاہر ہوتے اور رواج دیئے جاتے ہیں۔ اور دراصل ظاہری احکام شریعت کے کشفِ حقائق ہوتے ہیں۔

مثلاً ایک شخص کو حکم ہوتا ہے۔ کہ تو بچے کو دریا میں ڈال دے۔ جیسا کہ موسیٰ علیہ السلام کی ماں کو حکم ہوا تھا۔ چنانچہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے وَاَوْحَيْنَاۤ اِلٰۤى اُمِّ مُوْسٰۤى اَنْ اَرْضِعِيْهِ فَاِذَا خِفْتِ عَلَيْهِ فَاَلْقِيْهِ فِى الْيَمِّ وَلَا تَخَافِىْ وَلَا تَحْزَنِىْ اِنَّا رَاۤدُّوْهُ اِلَيْكِ وَجَاعِلُوْهُ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ۔ یعنی ہم نے موسیٰ علیہ السلام کی ماں کی طرف وحی کی۔ کہ اس کو دودھ پلا۔ پس جب تجھے اس کی ہلاکت کا خوف ہو۔ تو اس کو ندی میں ڈال دے۔ اور نہ ڈر اور نہ غم کر ہم اس کو تیری طرف واپس لا کر رسول بنائیں گے"۔ یا حکم ہوتا ہے۔ کہ دریا کو چیر کر نکل جا۔ جیسا کہ خود موسیٰ علیہ السلام کو حکم ہوا تھا۔ اور معہ لشکر بغیر کسی کشتی دریا سے پار چلے گئے۔ یا جیسے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حکم ہوا تھا۔ کہ اپنے بیٹے کو ذبح کر دے۔ اور آپ اس کو ذبح کرنے پر تیار ہو گئے۔

اور جیسا کہ خضر علیہ السلام کا واقعہ قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ نے پارہ ۱۵ رکوع ۱۲ فرمایا ہے۔ کہ انہوں نے بحکم خدا بچے کا قتل کرنا۔ اور کشتی کو عیب دار کرنا وغیرہ وغیرہ بظاہر یہ امور ظاہری شریعت سے وراء الورا ہوتے ہیں۔ اور ان کو اہل حق ہی سمجھتے ہیں۔ اور وہی ان کو بجا لاتے ہیں۔ ورنہ اس طرح تو خدا تعالیٰ پر اعتراض ہوتا ہے۔ حالانکہ خدا تعالیٰ کی پاک ذات ہر ایک عیب و نقصان سے منزّہ ہے۔ اس کا سِرّ وہی جانتے ہیں جو خدا تعالیٰ سے خاص تعلق رکھتے ہیں"۔ معترضین کے لئے اتنے دلائل ہی کافی ہیں۔

اگر کسی نے اس کی زیادہ تشریح دیکھنی ہو۔ تو شرح فتوحات مکّیہ میں دیکھے۔

ایک روز میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ حضرت صاحب قبلہ بریلوی علیہ الرحمۃ کی صورت دل میں گھر کر گئی ہے

ایک روز فرمایا۔ کہ خیال تھا۔ کہ باہر چلنے پھرنے جائیں گے۔ تو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوتی رہے گی۔ مگر ایسا ہوا نہیں۔

ایک روز ایک شخص کو جذب ہوا۔ اس کو دیکھ کر آپ نے فرمایا۔ یہ دیوانگی مجھ کو بھی ہوتی تھی۔ اب ہمارے